کب سازگار ہو سکتا ہے جب کہ ہماری پوری مملکت اور ساری قوم کو شدید خطرات کا سامنا ہے۔ دشمنوں کے جارحانہ منصوبے اور دوستوں کا طرز عمل ہمارے وجود کو چیلنج کر رہے ہیں۔ اس وقت جو کام سب سے زیادہ ضروری ہے وہ اپنے وجود کو محفوظ رکھنا ہے نہ کہ اختلافی مسائل میں الجھنا۔

اس میں ذرا بھی شبہہ نہیں کہ نماز سے زیادہ ضروری کوئی شے نہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ صحابۂ کرام سے زیادہ اس کا کوئی پابند نہیں ہو سکتا۔ لیکن ایک موقع ایسا بھی آیا کہ غزوۂ خندق میں ایک دن اپنے وجود کو بچانے کے لیے اس درجے انہماک سے دفاع ہوتا رہا کہ تین چار وقت کی نمازیں قضا ہو گئیں جو بعد میں ادا کی گئیں۔ یہ اس لیے تھا کہ اگر وجود ہی ختم ہو جاتا تو نہ نمازی رہتے نہ نماز۔ ذرا غور فرمائیے کہ جب نماز جیسی اہم چیز بقائے وجود کی خاطر قضا کی جا سکتی ہے تو کیا ہماری غیر ضروری بحثیں اسی مقصد کے لیے ترک نہیں کی جا سکتیں؟ ہمیں یہ حقیقت کبھی بھولنی نہیں چاہیے کہ اگر بیرونی خطرات سے ہم بے پروا ہو گئے اور اندرونی انتشارات میں ہماری توانائیاں ضائع ہوتی رہیں تو ہم خود اپنے بدترین دشمن ثابت ہوں گے۔

---

۱۵ نومبر ۱۹۶۲ء کی صبح کو جسٹس محمد رستم کیانی کے اچانک انتقال سے ہماری قومی زندگی میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جو عرصۂ دراز تک پُر نہ ہو سکے گا۔ مرحوم ۱۹۴۰ء میں لاہور ہائی کورٹ کے جج اور ۱۹۵۸ء میں مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مقرر ہوئے۔ اس عہدہ سے سبکدوش ہوئے ابھی پورا مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ اجل آ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کیانی مرحوم اپنے اوصاف وخصوصیات کی وجہ سے بہت ہر دلعزیز تھے۔ قانونی لیاقت میں غیر معمولی امتیاز رکھتے تھے اور چند سال کے عرصہ میں وہ ایک شگفتہ بیان مقرر اور طنز نگار کی حیثیت سے بھی مشہور ہو گئے۔ ان کی وفات بلاشبہ ایک بڑا قومی نقصان ہے۔ ہم مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور ان کے پسماندوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔